سحر و صابئیت تاریخ کی روشنی میں

مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی فاضل دیوبند

(۳)

صابئیت کا دوسرا دور طوفانِ نوح کے بعد

طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد مذہب صابئیت کو دنیا کی قدیم ترین قوم سریانیین نے قبول کیا اور ملوک بابل و موصل کی حمایت اس کو حاصل ہوئی مسعودی سریانیین کے متعلق لکھتا ہے:-

تاریخ کے اسفار پارینہ اور کتب نجوم و زیجات میں دنیا کے سب سے پہلے بادشاہ سریانیین سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے بعد سلاطین موصل و نینوی اور ان کے بعد ملوک بابل[۱]،

طوفان کے بعد دنیا کے سب سے پہلے بادشاہ سریانیین ہیں[۲]

ملوکِ بابل کے متعلق لکھا ہے:-

ملوک بابل عالم کے سب سے پہلے بادشاہ ہیں، جنہوں نے دنیا کو تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنایا[۳]۔ سلاطین بابل ہی وہ بادشاہ ہیں جنہوں نے زمین کو آباد کیا، نہریں کھودیں، باغات لگائے سنگلاخ زمینوں کو ہموار کیا، دشوار گزار راہوں کو سہل بنایا[۴]۔

جن سلاطین کے عہد میں صابئیت کو سب سے پہلے حکومت کی سرپرستی حاصل ہوئی وہ اولاد

[۱،۲] مروج الذہب باب ذکر ملوک السریانیین اور اس سے کچھ پہلے۔ [۳] مروج الذہب باب ذکر ملوک بابل۔
[۴] حوالہ ۱ و ۲۔

حام میں سے نمرود بن کنعان بن کوش بن حام ہے اور نبطیوں میں سوریان بن نبیط۔

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے بعد روئے زمین کا سب سے پہلا بادشاہ کنعان ابن کوش بن حام ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا نمرود، یہ بدعت صابئیت کا پیرو تھا[1]۔

سوریان بن نبیط کے متعلق مسعودی کہتا ہے:۔

سوریان، نبیط بن ماش کی اولاد میں سے ہے یہ فالغ کی طرف سے صوبہ بابل کا بادشاہ ہوا اور بدعتِ صابئیت کا اس نے اعلان کیا[2]۔

علامہ ابن خلدون ابن سعید سے نقل کرتے ہیں:۔

سوریان کو فالغ نے بابل کا بادشاہ بنایا اس نے وہاں پہنچ کر فالغ سے بغاوت اور جنگ کی اور بابل پر قبضہ کر لیا۔ جب فالغ مر گیا اور اس کا بیٹا ملکان اس کا جانشین ہوا تو سوریان نے اس پر خروج کیا اور تمام جزیرہ پر قبضہ کر لیا[3]۔

اور ملوک بابل کے ذیل میں سوریان بن نبیط کا بھی ذکر کرتے ہیں:۔

ملوک بابل نبطی ہیں۔ یہ بابل میں رہتے تھے ان میں سوریان بن نبیط بادشاہ ہوا[4]۔ اسی لیے صابئیت کو نبطی اور سریانی اقوام کا مذہب کہا جاتا ہے۔

نبطی اور سریانی اقوام متحد النسل اور متحد اللسان ہیں، فرق محض جزئی ہے۔ مسعودی اہل نینوی کے متعلق لکھتے ہیں۔

نینوی والے نبطی اور سریانی ہیں، ان کی جنس بھی ایک ہے اور زبان بھی ایک[5]۔

---

[1] کتاب العبر ج ۲، ص ۶۸۔ [2] کتاب العبر ج ۲، ذکر ملوک بابل۔
[3] کتاب العبر ج ۲، ص ۶۸ وما بعدہ [4] کتاب العبر ج ۲، ذکر ملوک بابل۔
[5] مروج الذہب۔ باب ملوک نینوی۔

علامہ ابن خلدون مسعودی سے نقل کرتے ہیں۔

"مسعودی کے بیان کے موافق نبطی اہل بابل ہیں کیونکہ وہ نبطیین کے حالات میں لکھتے ہیں

ذکر ملوک بابل والنبط وغیرہم المعروفین بالکلدانیین[1]

فراعنۂ مصر کی طرح ملوک بابل کا لقب نمرود اکبر کے نام پر "نمارده" تھا، علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں

ان مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بابل کے بادشاہ کا لقب نمرود ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ نام مختلف نسلوں میں آتا ہے کبھی سام کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کبھی حام کی طرف[2]

نمرود ابراہیم علیہ السلام بھی انہی نمارده میں سے ایک نمرود تھا بابل میں ابتداءً انہی نمارده کی حکومت تھی۔ بخت نصر بھی انہی بابل کے بادشاہوں میں سے ہوا ہے[3]

یزدجرد بن مہبندار کہتا ہے:۔

سلاطین قدیم یعنی نبطی بادشاہ اور نمرود ابراہیم یہ سب لوگ بابل میں مقیم تھے۔ اسی طرح بخت نصر نے بھی شام کی فتوحات سے واپس آکر بابل میں قیام کیا[4]

یہ لوگ نسلاً حام اور سام حضرت نوح علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کی اولاد میں سے ہیں۔ حام اور رأس کی اولاد بابل اور ارض بابل یعنی ساحل فرات پر قابض و حکمراں رہی اور اولاد سام دجلہ کے مشرقی ساحل پر آباد ہوئی، اور عرصہ دراز تک اپنے آبائی دین "وحدانیت" پر قائم رہی اسی وجہ سے انہیں "کلدانیین" کہتے ہیں۔ کلدانی کے معنی ہیں موحد۔ کلدانیین: موحدین

ابن خلدون فرماتے ہیں۔

اولاد سام حنفا تھی، قدیم کلدانیین کا مذہب "توحید" تھا۔ ابن سعید کہتے ہیں کہ کلدانیین کے

---

[1] مروج الذہب باب ذکر ملوک بابل۔ [2] کتاب العبر ج ۲۔ ذکر ملوک بابل [3] حوالہ مذ
[4] معجم البلدان ج ۲۔ ص ۱۸۔

معنی ہیں موحدین[1]۔ سام دجلہ کے مشرقی ساحل پر آباد ہوا۔ دین حق اور توحید میں وہ اپنے باپ سام کا جانشین تھا[2]۔

"کلدہ" قدیم زبانوں میں عراق عرب کو بھی کہتے ہیں جس کا دوسرا نام بابل ہے اسی ۔ چوتھی صدی کے مورخ قاضی ابن صاعدہ اندلسی کلدانیین، بابلین اور سریانیین کا مصداق ایک ہی قوم کو قرار دیتے ہیں۔ (طبقات الامم ص ۲)

ابو معشر کہتا ہے :-

کلدانیین ہی قدیم الایام میں بابل کے اندر رہتے تھے[3]۔

اصطخری کا بیان ہے :-

مسلمان قدیم اہل بابل کو کبھی کلدانیین کے نام سے یاد کرتے ہیں اور کبھی کنعانیین ونبطیین کے نام سے[4]۔

قاضی ابن صاعدہ اندلسی فرماتے ہیں :-

دنیا کی دوسری قوم کلدانیین ہیں، یہ حکومت وسیادت کے بہت قدیم وارث ہیں ان میں بڑے بڑے بادشاہ ہوئے۔ انہی میں سے وہ نمارِدہ بھی ہوئے جو اپنے ظلم وستم کے لیے مشہور ہیں ان میں سب سے پہلا نمرود، نمرود بن کوش بن حام تھا جو مشہور قلعہ نمرود کا بانی ہے[5]۔

کلدہ کی مذکورہ بالا تشریح کے مطابق کلدانیین ان کا وطنی نام ہوتا ہے۔ مگر ان دونوں بیانوں میں کچھ اختلاف نہیں حقیقت یہ ہے کہ طوفان کے بعد اولادِ سام میں سے وہ قومیں جو عراق میں آباد اور عرصہ دراز تک اپنے آبائی دین وحدانیت پر قائم رہیں عاد وثمود کی طرح بت پرستی

---

[1] کتاب العبر ج ۲ ص ۶۸ [2] کتاب العبر ج ۲ ص ۲۳۔ [3] معجم البلدان ج ۲۔ ص ۱۸

[4] اصطخری ص ۱۰۱ یاقوت ج ۱۔ ص ۳۴۷۔ [5] طبقات الامم ص ۲۳

اور اولادِ حام کی مانند بدعت صابئیت کو انہوں نے اختیار نہیں کیا، اُنہیں کلدانیین (موحدین) کہا گیا، اور کچھ بعید نہیں کہ اسی بنا پر ان کے وطن عراق عرب کو کلدہ یعنی سرزمین توحید سے موسوم کیا گیا۔ چنانچہ نسل سام میں سے عابر بن شالخ بن ارفخشذ نے کلدانیین کو ہمراہ لے کر نمرود اکبر کے مقابلہ پر خروج کیا اور بت پرستی کے خلاف علم جہاد بلند کیا لیکن نمرود کی قوت و شوکت کے سامنے ان کی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ نمرود نے عابر اور اُس کی اولاد کو ان کے آبائی مسکن کوثیٰ اور نواحی دجلہ سے نکال دیا اور اُن لوگوں نے وہاں سے منتقل ہو کر جزیرہ اور موصل میں قیام کیا اور دجلہ و فرات کے مابین تمام سواد عراق پر نمرودی حکومت اور صابئیت کا تسلط ہو گیا۔[1]

اولاد سام بھی زیادہ عرصہ تک اپنے آبائی دین توحید و رسالت پر قائم نہ رہ سکی اور نمرود کے جابرانہ تسلط اور بڑھتی ہوئی شوکت و قوت نے اُنکو بھی صابئیت کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ اولادِ سام میں ارغو بن فالغ سب سے پہلا شخص ہے جس نے دین صابئیت اختیار کیا اور پھیلایا۔ اس کا باپ فالغ موحد تھا اور ارض موصل و جزیرہ میں مقیم تھا، باپ کے مرنے کے بعد ارغو اپنے آبائی مسکن کوثیٰ یا کلواذی واپس آگیا اور نمارده کی اطاعت اور اُنہی کا مذہب صابئیت اُس نے قبول کر لیا اور کوثیٰ کی ایک نبطی عورت سے شادی کر کے وہیں رہنے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کے عہد تک برابر مذہب صابئیت ان کے خاندان میں جاری رہا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے اور سب سے پہلے اُنہوں نے اپنے گھر سے ہی صابئیت شکنی شروع کی۔[2]

اسی نمرودِ اکبر نے صابئیت کو سب سے پہلے بُت پرستی کے سانچے میں ڈھالا ورنہ اس سے قبل صابئیت اپنی اصلی شکل و صورت پر قائم تھی۔ طبری فرماتے ہیں۔

---

[1] کتاب العبرج ۲ ص ۴۴ [2] کتاب العبرج ۲۔ ذکر ملوک بابل۔

یہ تمام اولادِ سام و حام دینِ توحید پر قائم اور بابل میں آباد تھی یہاں تک کہ نمرود پادشاہ ہوا اور اُس نے
اِن سب کو بت پرستی کی طرف دعوت دی اور انہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام سامی النسل اور سام بن نوحؑ کی دسویں پشت میں ہیں۔ آپ کا خاندان جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں صابئی المذہب تھا، ان میں سب سے پہلے ارغوا بن فالغ نے صابئیت کی لعنت اور نمارده کی سیادت کو قبول کیا۔ آپ کے والد آزر[2] نجوم کے بہت بڑے عالم تھے اور کواکب و اصنام کی پرستش کرتے تھے۔ سیارات اور احکامِ نجوم کے موافق بت بناتے تھے، اُن کے بنائے ہوئے بت تاثیرات اور قضاءِ حوائج کے اعتبار سے بہت مؤثر سمجھے جاتے تھے اسی لیے لوگ ان سے بت بنواتے تھے اور آزر بت تراش کے نام سے مشہور ہیں۔ نازک خیال شعراء استعارات و تمثیلات میں بتانِ آزری انہی کی نسبت سے باندھتے ہیں۔ نمرود نے اُن کو شاہی صنم خانہ کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ (طبری ج ۱ ص ۲۰۱ و تفسیر طنطاوی جوہری ج ۴ ص ۶۱)

ابراہیم علیہ السلام اسی نمرود اکبر کے عہد میں علیٰ اختلاف الروایات شام کے شہر حران یا کلدان کے شہر اور یا ارض بابل (عراق عرب) کے شہر کوثی میں پیدا ہوئے[3]۔ ان کے والد انہیں شہر بابل میں لے آئے اور یہیں انہوں نے پرورش پائی، جوان ہوئے اور شادی کی اور پھر نارِ نمرود سے زندہ

---

[1] طبری ج ۱ ص ۱۰۵۔

[2] قرآنِ حکیم نے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر بتلایا ہے۔ اسفارِ تورات اور اُس سے ماخوذ کتبِ تاریخ سے اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کے لیے کوئی قوی سند نہیں چنانچہ مصر کے مشہور و معروف عالم سید رشید رضا مصری رحمہ اللہ تفسیر "المنار" میں مذکورہ اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:۔

ان اقوال کی کوئی سند نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کوئی مرفوع روایت ثابت ہے اور نہ قدماءِ عرب سے، دراصل یہ کعب احبار اور وہب بن منبہ ایسے اہل کتاب کا بیان ہے جو خود بھی اسلام میں آئے اور اپنے ساتھ اس قسم کی بہت سی رطب و یابس اسرائیلی روایات لیتے آئے اور مسلمانوں نے ان روایات کو بلا نقد و جرح قبول کر لیا اس کے علاوہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور امام بخاری نے تاریخ کبیر میں بھی ان سب اقوال کی پرزور تردید کی ہے۔

[3] ابراہیم علیہ السلام کے مقامِ ولادت کی تحقیق کے لیے انتظار کیجیے۔

سلامت نکل آنے کے بعد اس ملعون زمین کو خیرباد کہہ کر مصر اور وہاں سے شام کی طرف ہجرت کی۔[له]

آپ نے سب سے پہلے اپنے گھر اور خاندان ہی سے جو صابئیت یعنی بت پرستی اور کواکب پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا، تردید و تبلیغ شروع کی اور اپنے باپ آزر کو مخاطب کرکے فرمایا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو؟ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

سیارات کی کم مائیگی و بیچارگی اور اُن کے لائق عبادت و پرستش نہ ہونے کو ذیل کے حکیمانہ انداز اور موثر اسلوب میں بیان فرماتے ہیں، اور اپنی قوم اور اُس کے مذہب بت پرستی اور سیارہ پرستی یا بالفاظ دیگر شرک سے بیزاری کا اظہار حنیفیت اور توحید خالص کا اعلان فرماتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان و زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ کامل یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائے۔ چنانچہ جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو اُس نے (آسمان پر) ایک چمکتا ہوا ستارہ دیکھا، تو اُس نے کہا، یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میں ڈوب جانیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ (بھی) ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی تو میں راہ راست سے بھٹکے ہوئے گروہ کے ہو جاؤں گا۔ پھر جب آفتاب کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب، یہ سب سے بڑا ہے، جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم! میں اُس سے بری ہوں جس کو تم خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو، میں نے

له دائرۃ المعارف لفظ بابل۔

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ	تو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اُس ذات کی طرف اپنا رُخ کر لیا ہے
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔	جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور میں تو مشرکین میں سے نہیں۔

جس مذہب سے ابراہیم علیہ السلام نے بیزاری کا اعلان کیا تھا وہ نمرود اکبر کا مذہب تھا وہ اپنے مذہب کی توہین بھلا کیسے برداشت کرسکتا تھا لہذا ملک و سلطنت کے نشہ میں نمرود سب سے پہلے وہی حمایت کے لیے آمادہ ہوا اور اُس نے ابراہیم علیہ السلام سے اُس فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے متعلق مناظرانہ رنگ میں استفسار کیا، جس کو ابراہیم نے اپنا رب بتلایا تھا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّهٖٓ	کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے
اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ	بارے میں حجت کی (صرف) اس لیے کہ اللہ نے اُس کو عظیم الشان
الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ	سلطنت دی تھی، جبکہ ابراہیم نے کہا "میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے
قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ	اور مارتا ہے" اُس نے کہا "میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں" تو
مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ	ابراہیم نے کہا اچھا "اللہ تو (روزانہ) آفتاب مشرق سے نکالتا ہے
الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ	تو اُسے مغرب سے لے آ" تب وہ جو خدا کا منکر تھا حیران و مبہوت رہ
الظّٰلِمِیْنَ ۔	گیا۔ اور اللہ پاک ظلم کرنیوالی قوم پر (فوز و فلاح کی) راہ نہیں کھولتا

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ سے مفسرین دعوئے ربوبیت اخذ کرتے ہیں حالانکہ نمرود اکبر تو کیا نمارد کے تمام سلسلہ میں بھی ہمیں کسی نمرود کی جانب سے خدائی کا دعویٰ نہیں ملتا بجز سیارہ پرستی، بت پرستی، ارواح پرستی اور شرک کے کوئی دوسری چیز اُن کے کردار میں نظر نہیں آتی۔ ایسی توہم پرست قوم اور خدائی کا دعویٰ بعید سا معلوم ہوتا ہے۔ بظاہر تو نمرود صرف ملک و سلطنت کے نشہ میں سرشار، معاندانہ جسارت اور عارفانہ تجاہل کے انداز میں کہتا ہے۔ انا احی و امیت لہذا ابراہیم علیہ السلام اس کے غرور و نخوت کو توڑنے کے لیے جواب ترکی بہ ترکی دیتے ہیں اور فرماتے

ہیں کہ یہ آفتاب جس کا تو پرستار ہے اور "رب اکبر" کہتا ہے یہ میرے رب کا فرمانبردار ہے اور اُس کے حکم سے روزانہ مشرق سے نکلتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے تو لے آ۔ یہ ٹیڑھی کھیر تھی آخر کچھ نہ بن پڑی اور مبہوت وحیران مُنہ تکتا رہ گیا۔ گمراہ انسانوں کا یہی حشر ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام مساعیٔ دعوت وارشاد، بت پرستی اور کواکب پرستی کے خلاف ان کے تمام براہین واحتجاجات اور کھلم کھلا بت شکنی اس ممسوخ الفطرت قوم کے سامنے سب بیکار ثابت ہوئیں اور آپ کے مقابلہ سے تنگ آکر انہوں نے فیصلہ کیا۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ۔ اُنہوں نے کہا جلا دو اس کو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو۔

اللہ پاک نے اپنے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و منکوب انسانوں کے نرغے سے بچا لیا۔ اور حکم فرمایا:-

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ "ہم نے کہہ دیا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا، اور انہوں نے تو ابراہیم کو نقصان پہنچانا چاہا تھا۔ ہم نے اُنہی کو خسارہ میں مبتلا کر دیا۔"

آخر اللہ کے خلیل نے اس بدبخت قوم اور ملعون زمین سے ہجرت کا اعلان فرمایا۔

وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی جانب ہجرت کرنے والا ہوں بیشک وہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

چنانچہ اللہ پاک نے اپنے خلیل کو ارض مقدس یعنی شام میں پہنچا دیا۔

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ۔ اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین مقدس میں پہنچا دیا، جس میں ہم نے تمام عالم کے لیے برکت مہیا فرمائی ہے۔

الغرض ابراہیم علیہ السلام سامی النسل اور آپ کا مولد و منشاء بابل ہے نبطی، سریانی، کلدانی بابل کی قومیں ہیں، اور نمارده اس عہد کے ملوک بابل، ان سب کا مذہب صابئیت تھا سالہا سال تک بابل پر انہی نمارده نے حکومت کی یہاں تک کہ بابل کا مشہور فاتح عالم بادشاہ بخت نصر بھی انہی میں سے تھا۔

مذکورۂ بالا بیانات سے آپ محسوس کرینگے کہ سحر و صابئیت کے ساتھ بابل کو بہت گہرا تعلق ہے۔ سالہا سال تک بابلی اقوام و سلاطین کا مذہب صابئیت رہا ہے۔ سحر و طلسمات اور نجوم وغیرہ بابلی اقوام کے مخصوص علوم ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بابل کی تاریخ پر بھی کچھ تبصرہ کیا جائے تاکہ سحر و صابئیت کی تاریخ بالخصوص اس دور ثانی میں زیادہ روشن ہو جائے۔

بابل بابل دنیا کی سات ولایتوں میں سے ایک سرسبز و شاداب ولایت بھی ہے اور مصر و شام کی طرح ایک صوبہ بھی، اور دنیا کا ایک قدیم ترین تاریخی شہر بھی۔ ہم ہر پہلو سے اسکی حدود، محل وقوع اور تاریخی حالات بیان کرتے ہیں۔

اقلیم بابل دنیا کی سات ولایتوں میں سے ایک ولایت کا نام بابل ہے۔

ویظہران الفرس کانوا قد اطلقوا اسم بابل علی الاقلیم الرابع مراد فالاسم ایرانشہر۔ (دائرۃ المعارف، لفظ بابل)

تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل فارس چوتھی اقلیم کو بابل کہتے ہیں جو ایرانشہر کے مرادف ہے۔

مگر مسعودی اقلیم اول کو بابل کہتا ہے، اور خراسان، فارس، اہواز، موصل وغیرہ کو اس میں شامل کرتا ہے۔

واما الاقالیم السبعہ فاولہا بابل منہ خراسان وفارس واھواز والموصل و

سات ولایتوں میں سے پہلی ولایت بابل ہے۔ خراسان، فارس اہواز، موصل اور کوہستانی علاقہ کردستان اس میں شامل ہو

ارض الجبال (مسعودی باب ذکر الاقالیم)

بابل اصل میں شہر کا نام ہے اسی مناسبت سے صوبہ اور ولایت کو بھی بابل کہتے ہیں۔ اقلیم بابل سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور آباد ولایت ہے، تہذیب و تمدن اور آثار عمرانیت کا گہوارہ بلکہ تمام عالم کی روح ہے۔

ویقول ابن خرداذبہ ان بابل قلب ایرانشہر و قلب العالم — ابن خرداذبہ کہتا ہے کہ بابل ایرانشہر (فارس) کا قلب اور عالم کی جان ہے۔

واقلیم بابل اوسط الاقالیم ولھذا کان اشرفھا (دائرۃ المعارف) — ولایت بابل تمام ولایتوں کے وسط میں ہے اسی لیے سب سے افضل و اشرف ہے۔

اقلیم بابل کے متعلق طبری مورخین فرس سے نقل کرتے ہیں:-

مورخین فرس کہتے ہیں روئے زمین سات ولایتوں پر منقسم ہے بابل اور اس سے متصل بحر و بر جہاں تک آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے سب ایک اقلیم ہے۔

بابل تاریخ فرس میں ایرانشہر کا مرادف ہے اور ایران افریدون کے بیٹے ایرج کے نام سے ماخوذ ہے۔ جیم کو نون سے بدل لیا۔ افریدون نے یہ اقلیم بابل اپنے محبوب ترین فرزند ایرج کو دی تھی (طبری جلد ۱ ص ۱۰۹)

صوبہ بابل مصر و شام کی طرح بابل بھی ایک صوبہ ہے جس کو سامی زبانوں میں ایرخ (عراق) اور تورات کی زبان میں سنعار بھی کہتے ہیں اس وقت کی تقسیم کے لحاظ سے اس کو سوادِ عراق سمجھیے۔

ارض بابل کا اطلاق صوبہ عراق پر ہوتا ہے یاقوت اپنی کتاب معجم میں جو حدود صوبہ بابل کی بتلاتا ہے وہ مسعودی کے بیان کی بہ نسبت بہت تنگ ہیں یاقوت کہتا ہے: صوبہ بابل دجلہ کی جانب کسکر کی ترائی تک اور فرات کی جانب کوفہ کے اس طرف تک اس درمیان میں

> جو علاقہ ہے اسے بابل کہتے ہیں ایک دوسرے مقام پر کہتا ہے! انبار جو ساحل فرات پر ایک مشہور شہر ہے، شمالی حد ہے۔ (دائرۃ المعارف ترجمہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل فارس ارض بابل سے بالعموم اقلیم بابل اور اہل عرب صوبہ بابل (سوادِ عراق) مراد لیتے ہیں، اسی بنا پر ایرانی مورخین حدودِ بابل ہند و سند اور جزیرۃ العرب تک بتاتے ہیں، مسعودی کے پیش نظر یہی ہے۔ اور عرب مورخین اس کو عراق پر منحصر کر دیتے ہیں، یاقوت حموی کا مطمح نظر یہ ہے اسی لیے وہ حدود بابل کو اس قدر وسیع بیان نہیں کرتا۔

شہر بابل دریائے فرات کے کنارے ایک نہایت قدیم شہر ہے جس کو قدیم اہل فارس اور نبطی "بابیل" یا "بافیل" یا "بابیلون" کہتے تھے اور کلدانیین خینیرث، اور طبری کی روایت کے موافق خنارث کہتے تھے۔ اس کا عرض البلد شمالی ۳۲ درجہ ۳۰ دقیقہ ۴۱ ثانیہ ہے، اور طول البلد شرقی ۴۴ درجہ ۲۲ دقیقہ ۳۰ ثانیہ ہے۔ (دائرۃ المعارف لفظ بابل)

بابل اس قدر پرانا شہر ہے کہ اس کے بانیِ اوّل کا پتہ چلانا بہت مشکل ہے حقیقت یہ ہے کہ جو قوم بھی برسرِ اقتدار آئی اور جو پادشاہ بھی حکمراں ہوا اسی نے اپنے حسب منشا اسے تعمیر کیا ع "ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت" یاقوت کہتے ہیں:-

> علماء تورات کا بیان ہے کہ آدم علیہ السلام بابل میں رہتے تھے لہذا سب سے پہلے وہی بابل کے آباد کرنے والے ہیں۔ " (معجم ج ۲ لفظ بابل)

یاقوت کی ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر بابل کو سب سے پہلے نوح علیہ السلام نے آباد کیا۔ طوفان کے بعد کشتی سے اتر کر وہ اپنی اولاد و احفاد کے ساتھ یہیں رہے ان کے دونوں بیٹوں حام و سام کی اکثر نسل یہیں پروان چڑھی یہیں انھوں نے شہر تعمیر کیے۔ یہاں تک کہ ان کی آبادی دجلہ سے کسکر کی ترائی تک اور فرات سے کوفہ کے اس طرف تک پہنچ گئی۔ شہر بابل

اس صوبہ کا پایۂ تخت تھا اور سلاطین بابل یہیں رہتے تھے۔ (معجم ج ۲ لفظ بابل)

اولاد حام رفتہ رفتہ قوت و شوکت اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گئی حکومت کے نشہ میں آبائی دین کو بھی خیرباد کہا اور صابئیت اور بت پرستی شروع کر دی۔ اولاد سام ابھی تک آبائی دین وحدانیت پر قائم تھی رات دن بنو حام سے نزاعات اور آویزشیں رہنے لگیں۔ آخر نسل سام کے ایک بہت بڑے حصے یعنی اولاد ارم وغیرہ نے (جن کو عرب عاربہ اور امم بائدہ کہتے ہیں اور عاد و ثمود انہی میں کی بت پرست قومیں ہیں) اپنے آبائی وطن بابل کو خیرباد کہا اور جزیرۃ العرب کو اپنے قیام کے لیے تجویز کیا[1]۔ اور بقیہ اولاد سام میں سے کچھ لوگ دجلہ کے مشرقی ساحل پر مقیم رہے اور کچھ جزیرہ اور موصل وغیرہ کی جانب جا بسے اور نمارده کے ساتھ مذہبی حرب و پیکار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

اولاد حام یہیں رہی اور انہی کی نسل کا سب سے پہلا بادشاہ کنعان بن کوش بن حام بن نوح ہے جس نے بابل پر بڑی صولت و دبدبہ کے ساتھ حکومت کی اور شہر بابل کو ۱۲ فرسخ (۳۶ میل) میں آباد کیا۔ اس کے بعد تخت و تاج اور زمام حکومت کنعان کے بیٹے ظالم نمرود کے ہاتھ آئی، اور اُس نے روئے زمین پر کوس "أنا ولا غیری" بجایا۔ (کتاب العبر ج ۲)

پھر اسی نمرود نے سب سے پہلے صابئیت کو کوکب پرستی کے ساتھ بت پرستی میں رنگا اور حکومت کی حمایت و قوت سے پھیلایا اور تمام گرد و پیش کی اقوام کو صابئی بنایا۔

فکل ھؤلاء کان علی الاسلام وھم ببابل حتی ملکھم نمرود فدعاھم الی عبادۃ الاوثان ففعلوا[2]

یہ سب لوگ توحید پر قائم تھے یہاں تک کہ نمرود بادشاہ ہوا اور اُس نے سب کو بت پرستی کی دعوت دی اور سب کے سب بت پرست بن گئے۔

---

[1] کتاب العبر ج ۲ ص ۱۸ و ۲۷ [2] طبری جلد اول۔

کلدانیین (موحدین اولاد سام) سے بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں بالآخر وہ بھی صابئیت کو نہ بچ سکے اور سب سے پہلے ان میں سے ارغو نے صابئیت کو قبول کیا۔ یہ عرب مورخین کے بیانات ہیں اس کے بالمقابل مورخین فرس مدعی ہیں کہ بابل کو سب سے پہلے کیومرث کے پوتے ہوشنگ نے آباد کیا اور یہ دنیا کے ان دو شہروں میں سے دوسرا شہر ہے جو سب سے پہلے روئے زمین پر آباد کیے گئے[1]۔

مشہور فارسی مورخ یزدجرد بن مہبندار بابل کا بانی بیوراسپ (ضحاک) کو قرار دیتا ہے اور ہشام بن محمد کلبی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

بابل کی وجہ تسمیہ | بابل کا لفظ لغوی حیثیت سے فرقت کے مفہوم کو ادا کرتا ہے تبلبل بمعنی افتراق وانتشار اسی سے آتا ہے لہذا اس کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں علماءِ تورات کہتے ہیں:۔

۱۔ ہابیل کے قتل پر جب آدم علیہ السلام قابیل پر ناراض ہوئے تو وہ اپنی اولاد سمیت بابل سے بھاگ کر کوہستانی علاقہ میں جا بسا۔ اس جدائی کی وجہ سے اس کا نام بابل رکھا گیا[2]۔

۲۔ نوح علیہ السلام اور ان کی اولاد طوفان کے بعد عرصہ دراز تک بابل میں رہی اور اس کے بعد وہیں سے دنیا میں پھیلی اور اُن کی زبانیں بھی الگ الگ ہوئیں۔

وقیل ان اللّٰہ فرق انبیاء نوح فی الارض بابل وفیہا تبلبلت الالسن[2] | کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے اولاد نوح کو بابل ہی سے تمام دنیا میں پھیلایا اور منتشر کیا اور وہیں ہوز بانوں کا افتراق وانتشار وقوع میں آیا۔

مدونین دائرۃ المعارف الاسلامیۃ کی رائے ہے کہ لفظ بابل کا لغوی تعلق اس قصہ سے مشہور و معروف ہے۔

---

[1] طبری جلد اول۔ [2] معجم البلدان ج ۲ ص ۱۹۔

ووصلۃ اسم بابل بھذہ القصۃ من الناحیۃ اللغویۃ امر معروف (انظر سفر تکوین، الاصحاح ۱۱ فقرہ ۹)

بابل کے نام کا تعلق لغوی حیثیت سے اس قصہ کے ساتھ مشہور ہے (دیکھو سفر تکوین، اصحاح ۱۱ فقرہ ۹)

یاقوت حموی بھی افتراق السنہ کو ہی وجہ تسمیہ قرار دیتے ہیں۔

وتبلبلت الالسن فسمیت بابل.

(معجم البلدان ج ۲ ص ۱۹)

بابل میں زبانوں کا افتراق وقوع میں آیا لہذا اس کا نام بابل رکھ دیا۔

طبری اس واقعہ کو ایک عجیب انداز میں نقل کرتے ہیں جو بالکل مستبعد معلوم ہوتا ہے لکھتے ہیں

تمام اولاد سام توحید پر قائم تھی یہاں تک کہ نمرود بن کوش بادشاہ ہوا تو اس نے ان کو بت پرستی کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ سب کے سب بت پرستی کرنے لگے لہذا شام کو وقت تو ان سب کی زبان قدیم آبائی زبان "سریانی" تھی پھر صبح جو ہوئی تو اللہ نے ان کی زبانیں جُدا جُدا کر دیں، اور ایک دوسرے کی بات بھی نہیں سمجھتے تھے۔ (طبری ج ۱ ص ۱۰۵)

رات کو سوئے تو سب کی زبان ایک او آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے تھے صبح کو جو اُٹھے تو زبانیں الگ الگ ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتا عجیب منظر ہو گا۔ اس حادثہ فاجعہ کو ان مورخین کی اصطلاح میں "بلبلہ" کہتے ہیں۔

یہ واقعہ اس تفصیل کے ساتھ واقعی بعید از عقل و فہم ہے اور اسی بنا پر علامہ ابن خلدون نے اس کو ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ پھر خود ہی اس واقعہ کی توجیہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ افتراق السنہ عادات کے بارے میں قدرتِ خداوندی کا ایک کرشمہ ہے اور نظام قدرت کی طرف اشارہ ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناقلین نے قصہ میں ندرت و استعجاب پیدا کرنے کے لیے حاشیہ آرائی

سے کام لیا ہے۔ ورنہ اصل حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اولادِ نوح طوفان کے بعد ارض بابل میں اُتری اور ایک عرصہ تک وہیں رہی پھر وہیں سے قومیں اور اُن کے ساتھ نسلیں اطرافِ عالم میں پھیلیں دنیا کے جس گوشہ میں لوگ گئے اور آباد ہوئے وہاں کے ماحول اور مقامی تاثرات سے متاثر ہوکر قومیں اور زبانیں الگ الگ بن گئیں۔

۲۔ سریانی زبان میں بابیلو ستارہ مشتری کا نام ہے، اُسی کے نام پر ضحاک نے اس شہر کا نام بابل یا بابیل رکھا۔ (معجم ج ۲)

بابلیوں کے علوم و فنون اور مذاہب | ریاست و سلطنت اور عمرانیت و مدنیت کی طرح علوم و فنون کا درس بھی دنیا کو بابلیوں نے ہی دیا ہے اور وہی معلم اول اور اُستاذ الاساتذہ ہیں۔ قاضی صاعد بن احمد اندلسی "طبقات الامم" میں لکھتے ہیں۔

"کلدانیین کے علماء حکمت و فضل میں تمام دنیا سے بڑھے ہوئے تھے جملہ انواع علوم میں وہ کامل دسترس رکھتے تھے خواہ صنائع و حرف کی تعلیمات ہوں خواہ علوم ریاضیہ الٰہیہ۔ حرکاتِ کواکب کی دیکھ بھال میں انھیں خاص شغف و کمال حاصل تھا علم اسرار فلک سے پورے طور پر واقف تھے۔ کواکب کی طبائع اور احکام اور اُن سے پیدا ہونے والی اشیا، اور قوی کے متعلق اُن کی واقفیت مسلم اور مشہور ہے۔ ستاروں کی ارواح و قوی کو مسخر کرنے کے لیے ہیکل اور مجسمے بنانے کی تدبیر اور مختلف ستاروں کے مناسب نذر و نیاز اور قربانیوں اور طرح طرح کی مخصوص تدابیر سے اُن کی طبیعتوں کو اُن مجسموں پر اُتارنا اور اُن کی شعاعیں اور تاثیرات ان پر ڈالنا یہ وہ راستہ ہے جس کی داغ بیل تمام عالم کے لیے اُنھوں نے ہی ڈالی چنانچہ عجیب و غریب کام اور تعجب خیز نتائج ان سے ظاہر ہوئے۔ طلسمات و نیرنجات اور فنونِ سحر اُنھوں نے ایجاد کیے۔

ہرمس ثانی | علماءِ بابل میں سب سے زیادہ بزرگ اور مشہور حکیم "ہرمس بابلی" ہے۔ یہ سقراط کے زمانہ میں

گزرا ہے مشہور منجم ابو معشر نے کتاب الالوف میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہی وہ حکیم ہے جس نے علم نجوم و فلسفہ کی بہت سی متقدمین کی برباد شدہ کتابوں کی تصحیح کی اور اُن کے علاوہ مختلف علوم وفنون میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ قاضی صاعد فرماتے ہیں کہ ہرمس بابلی کے جو اقوال وآراہم تک پہنچے ہیں وہ علم نجوم میں اس کے فضل وکمال اور شرف پر واضح دلیل ہیں۔

تیسری صدی کے مشہور امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں۔

"اہل فارس کے استیلاء سے پہلے اہل بابل کے علوم شعبدہ اور طلسمات ونیرنجات اور احکام نجوم تھے۔ یہ علوم سحر ونیرنجات سریانیین وکلدانیین باشندگانِ بابل میں اور قبطین باشندگان مصر میں رائج تھے۔ ان علوم میں ان کی تالیفات وتصنیفات بھی ہیں مگر ان میں سے بہت ہی کم کتابیں عربی میں ترجمہ ہو سکیں۔ مثلاً تصانیف اہل بابل میں سے "فلاحۃ نبطیہ" (احکام القرآن ج ۱ ص ۴۹)

علامہ ابن خلدون ملوک بابل وموصل کے احوال میں فرماتے ہیں:-

ملوک بابل وموصل صابئی تھے ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اُن کی ارواح کو بذریعہ طلسم وسحر اُتارتے تھے۔ اسی طریق کا نام "صابئیت" ہے۔ علم نجوم اور طلسمات وسحر میں اُن کو بڑا دخل تھا۔ ستاروں کی حرکات، تاثیرات اور اُن سے پیدا ہونے والے حوادث سے خوب واقف تھے۔ عالم کے ربع غربی حصہ کے لیے ان علوم کی بنیاد اُنھوں نے ہی ڈالی ہے بعض لوگ اس دعوے پر وما انزل علی الملکین بکسر لام کی شہادت پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاروت وماروت ملوک سریانیین میں سے ہیں یہی بابل کے سب سے پہلے بادشاہ تھے اور قرأت مشہور کے موافق علی الملکین بفتح لام، یہ دونوں فرشتے تھے، اس صورت میں اس فتنہ کا بابل کے ساتھ مخصوص ہونا بھی اس امر کو بتلاتا ہے کہ اہل بابل سحر وطلسمات میں بمقابلہ تمام باشندگان عالم کے

یدطولیٰ رکھتے تھے۔ اہل مصر میں علوم سحر وطلسمات کا اس شدومد کے ساتھ پایا جانا بھی اس امر کی دلیل ہے کہ اہل بابل ان علوم میں معلم اول ہیں اور یہ علوم بابل سے ہی مصر میں آئے ہیں کیونکہ مصر اور مصری قدیم الایام میں بابلیون کی ہمسائیگی کی وجہ سے ہمیشہ ان سے اثر پذیر اور اُن کے علوم وفنون کو قبول کرنے والے رہے ہیں۔ مصر کی سیارہ پرستی بابل سے آئی ہے۔ مصر میں سحر وطلسمات کے عجیب وغریب آثار باقیہ (اہرام مصر) اب تک موجود ہیں اور ہمارے بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ (کتاب العبر ج ۲۔ ذکر ملوک بابل)

امام ابوبکر جصاص بابلیین کے متعلق لکھتے ہیں۔

اہل بابل" صابی" تھے سیارات سبعہ کی پرستش کرتے تھے اور اُن کو معبود کہتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ تمام حوادثِ عالم ان سیارات کے افعال وحرکات سے وابستہ ہیں۔ یہ بھی انہی دہریوں میں سے ہیں جو کسی ایسے خدائے واحد کو نہیں مانتے جو سیارات اور تمام اجرام علویہ کا پیدا کرنیوالا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ پاک نے اسی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا بابل، عراق، شام، مصر اور روم کے باشندے بیوراسپ کے عہد تک جسے عرب ضحاک کہتے ہیں۔ اسی عقیدہ پر قائم رہے۔

سیارات سبعہ کے ناموں پر بت بنوا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ ہر ستارہ کا ایک معبد ہوتا تھا جس میں اس کے نام کا بت رکھا ہوتا تھا جس ستارہ سے اپنے عقیدہ کے موافق کوئی نیک یا بد کام لینا چاہتے تھے اس کے موافق طرح طرح کے افعال واعمال کے ذریعہ اس سے قرب حاصل کرتے اور عبادت کرتے۔ (احکام القرآن ج ۱)

(باقی)